Weekly Islam Journal

Weekly Islam Journal

Bismillah-ir-Rahman-ir-Raheem: In the name of Allah, the Most Gracious, the Most Merciful

Date: 21 December 2025
Week No: 3
Every Sunday
Editor: Adv. Amir Khan
Published by Juridica Laws Agency (OPC) Pvt. Ltd.
Website: www.jlaws.in

Purpose Of Weekly Islam Journal/ वीकली इस्लाम जर्नल का उद्देश्य/ ویکلی اسلام جرنل کا مقصد

ویکلی اسلام جرنل کا مقصد مسلمانوں کو سیدھے راستے یعنی صراطِ مستقیم کی طرف بلانا ہے، اور غیر مسلموں کو اسلام کے صحیح پیغام سے آگاہ کرنا اور ان کی غلط فہمیوں کو دور کرنا ہے۔

The purpose of Weekly Islam Journal is to call Muslims towards the straight path i.e. Siratal Mustakeem and to make Non-Muslims aware about the true message of Islam & to remove their misconceptions.

वीकली इस्लाम जर्नल का उद्देश्य मुसलमानों को सीधा रास्ता, अर्थात् **सिरातुल मुस्तक़ीम**, की ओर बुलाना है और ग़ैर–मुसलमानों को इस्लाम के सच्चे संदेश से परिचित कराना तथा उनकी गलतफ़हमियों को दूर करना है।

Table of Contents

01
Quran Section

This Section include Tafseer of Ayat of Quran on Halat E Hajra

02
Hadith Section

This Section include Explaination of Ahadith on Halat E Hajra & about the coming of Dajjal

03
Darse Seerat E Nabwi

This Section covers the lifestyle and Sunnah of Prophet Muhammad SAW (PBUH)

04
Current Issue & Weekly message for Ummah

This Section covers the Current Issues & situation of the Muslim Ummah throughout the world & solution of these problems in the light of Quran & Ahadith

01

Dars E Quran (Quran Section)

Ayat of the Week:

أَعوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطانِ الرَّجيم

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

“I seek refuge in Allah from the accursed devil.”

“In the name of Allah, the Most Gracious, the Most Merciful.”

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۝

سوره ال عمران (102)

Translation of the Ayat

اے ایمان والو! دِل میں اللہ کا ویسا ہی خوف رکھو جیسا خوف رکھنا اس کا حق ہے، اور خبر دار تمہیں کسی اور حالت میں موت نہ آئے ، بلکہ اسی حالت میں آئے کہ تم مسلمان ہو
سورہ ال عمران (102)

Tafseer of the Ayat

یعنی مرتے دم تک اللہ کی فرماں برداری اور
وفاداری پر قائم رہو

02

Dars E Hadees
(Hadith Section)

Hadees of the Week:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رسول الله صلى الله علیہ وسلم : «مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ

صحیح بخاری 5827

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے یہ اقرار کیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ پھر وہ اسی پر فوت ہو گیا۔ تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔"

03

Current Issue & Weekly message for Ummah

6 دسمبر : مسلم اُمّت کے لیے ایک سیاہ دن

6 دسمبر 1992 کو مسلم اُمّت کی تاریخ میں، خصوصاً بھارت میں، ایک سیاہ دن کے طور پر یاد کیا جاتا ہے۔ اسی دن 1992 میں ایودھیا (فیض آباد) میں واقع **بابری مسجد** کو شہید کر دیا گیا—یہ ایک ایسا عمل تھا جس نے لاکھوں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو شدید طور پر مجروح کیا اور سیکولرازم، آئینی اقدار اور قانون کی بالادستی کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ 6 دسمبر 1992 کو بابری مسجد کو منہدم کر کے مسلم اُمّت کے سینے میں خنجر گھونپ دیا گیا، اور اس کا خون آج تک رس رہا ہے۔

بابری مسجد محض اینٹوں اور پتھروں کی ایک عمارت نہیں تھی؛ بلکہ یہ ایمان، تاریخ اور بقائے باہمی کی علامت تھی۔ اس کا انہدام ریاستی مشینری کی موجودگی میں کیا گیا، لیکن اس کو روکنے کے لیے کوئی مؤثر اقدام نہیں کیا گیا

- یہ ناکامی جمہوری طرزِ حکومت کی تاریخ میں ایک سیاہ باب کے طور پر درج ہوئی اور اس حقیقت کو بے نقاب کر گئی کہ جب ادارے خاموش رہیں تو ہجوم کی ذہنیت کس طرح انصاف پر غالب آ سکتی ہے۔

مسلم اُمّت کے لیے 6 دسمبر ایک یاد دہانی ہے—

- ناانصافی اور ظلم
- آئینی ضمانتوں سے غداری
- کھوئی ہوئی وراثت کا درد
- اتحاد، صبر اور استقامت (صبر) کی اہمیت

بابری مسجد کی تاریخ:

مسجد کی تعمیر (1528–29): مغل شہنشاہ بابر کے سپہ سالار **میر باقی نے 1528** میں بابری مسجد تعمیر کروائی۔ یہ مسجد **مغل شہنشاہ بابر کے حکم** پر بنائی گئی تھی۔

during communal riots in 1934 which were triggered off by the slaughter of a cow in the village of Shahjahanpur near Ayodhya on 27 March that year. According to available documents, Hindus demolished the domes, one of which had a large hole. However, the mosque was rebuilt and reconditioned at the cost of the government through a Muslim contractor.'

An inquiry was conducted in 1936 by the then Commissioner of Waqfs under the UP Muslims Waqfs Act, and it was held that the Babri Masjid was built by Babur who was a Sunni Muslim. The report was published in the official gazette dated 20 February 1944. This was found in the 1945 litigation between the Shia Central Board of Waqfs and the Sunni Central Board of Waqfs in the court of the Civil Judge, Faizabad. The Civil Judge, S.A. Ahsan, in his judgement dated 23 March 1946, held that the mosque was founded by Babur Shah and that evidence showed that the mosque has been used by the members of both sects.

The mosque and its appurtenant land, a graveyard known as Ganj-e-Shaheedan Qabrastan, were registered as Waqf no. 26 Faizabad with the UP Sunni Central Board of Waqfs under the Act of 1936. The Shias contended that Mir Baqi was a Shia and the Mutawalliship devolved on his descendants. However, both sects prayed in the mosque. The last Imam of Babri Masjid (Maulana Haji Abdul Gaffar), who led the last

1850ء کی دہائی میں تنازع کا آغاز (Rise of Conflict in the 1850s):

مذہبی کشیدگی کا ظہور — 1850ء کی دہائی میں، برطانوی نوآبادیاتی دور کے دوران، بابری مسجد کے مقام کے اردگرد مذہبی کشیدگی سامنے آنے لگی۔ بعض ہندو گروہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ مسجد بھگوان رام کے جائے پیدائش (رام جنم بھومی) پر قائم ہے۔ ان دعوؤں کو نمایاں حیثیت اور عوامی توجہ صرف نوآبادیاتی دور میں ملی، نہ کہ قرونِ وسطیٰ یا ابتدائی مغلیہ دور کے ریکارڈز میں۔

1853–1855 کے فساد

- 1853 اور 1855 کے درمیان، اودھ کے شہر میں فرقہ وارانہ جھگڑے ہوئے۔
- ہندو ریاضت کرنے والے (خاص طور پر نرموہی اکھاڑا) اور مسلم رہائشی مسجد کے قریب عبادت کے حقوق پر جھگڑوں میں شامل تھے۔
- 1855 میں تشدد پھوٹ پڑا، جس کے نتیجے میں زیادہ تر مسلمانوں کے درمیان جانی نقصان ہوا۔
- انتشار کے باوجود، مسلمان بابری مسجد کے اندر نماز پڑھنا جاری رکھے۔

برطانوی مداخلت (1859)

ریلنگ/باڑ کی تعمیر

مزید تشدد کو روکنے اور قانون و نظم قائم رکھنے کے لیے، برطانوی انتظامیہ نے 1859 میں مداخلت کی۔

برطانویوں نے بابری مسجد کے احاطے کے گرد ایک ریلنگ (باڑ) کھڑی کی۔

عبادت گاہوں کی علیحدگی

مسلمانوں کو مسجد کے اندر نماز ادا کرنے کی اجازت دی گئی۔

ہندوؤں کو بیرونی صحن میں پوجا کرنے کی اجازت دی گئی، جہاں *رام چبوترا* نامی ایک چبوترہ موجود تھا۔

اس انتظام کے تحت دونوں برادریوں کی عبادت گاہوں کو مؤثر طور پر الگ کر دیا گیا۔

قانونی اور انتظامی شناخت

برطانوی محصولات اور عدالتی ریکارڈز میں بابری مسجد کو ایک مسجد کے طور پر تسلیم کیا گیا۔

اسی وقت، بیرونی صحن میں ہندوؤں کی عبادت کو انتظامی طور پر اجازت دی گئی تھی، جو ملکیت کی بنیاد پر نہیں تھی۔

یہ سمجھوتہ ملکیت کے تصفیے کے لیے نہیں بلکہ عارضی طور پر امن برقرار رکھنے کے مقصد سے کیا گیا تھا۔

1859 کے انتظام کی اہمیت

برطانوی فیصلے نے رسائی کو سرکاری طور پر تقسیم کر کے اس تنازع کو ادارہ جاتی شکل دے دی۔

اگرچہ اس سے فوری تشدد میں کمی آئی، لیکن اس نے تنازع کو منجمد کر دیا، جس کے باعث متضاد دعوے برقرار رہے۔

یہ انتظام تقریباً 90 برس تک بڑی حد تک بغیر تبدیلی کے قائم رہا، یہاں تک کہ 1949 کے واقعات تک (جب مسجد کے اندر مورتیاں نصب کی گئیں)۔

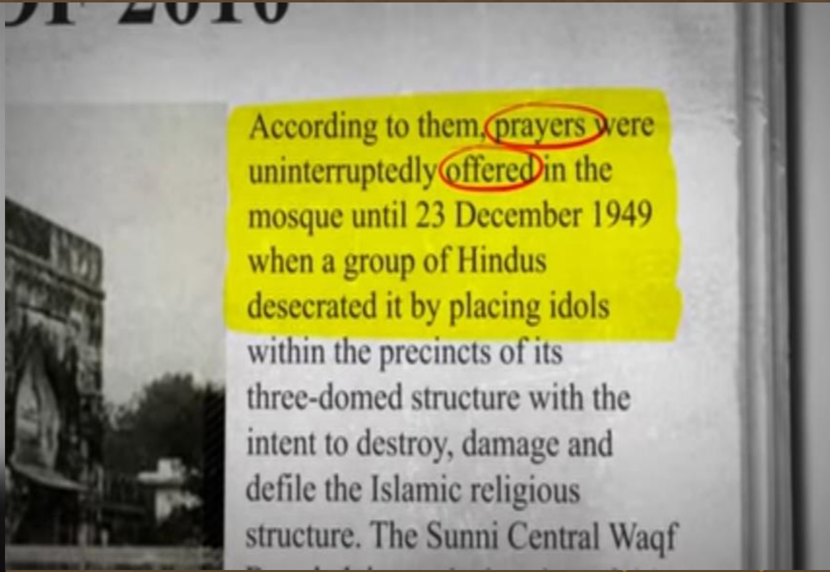

تاریخی اہمیت

بابری مسجد کا تنازع قدیم زمانے میں پیدا نہیں ہوا تھا، بلکہ برطانوی دورِ حکومت میں شدت اختیار کر گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بابری مسجد کا تنازع ابتدا میں موجود نہیں تھا بلکہ یہ ایک مسلط کردہ سیاسی ایجنڈے کے طور پر ابھرا۔

مذہبی برادریوں کو الگ الگ طریقے سے منظم کرنے کی نوآبادیاتی پالیسیوں نے طویل المدتی فرقہ وارانہ کشیدگی کو جنم دیا۔

1850 کی دہائی اور 1859 کے واقعات نے بعد کے قانونی تنازعات، سیاسی تحریکوں اور بالآخر 1992 کے سانحے کی بنیاد رکھی۔

مسجد میں مورتیوں کی تنصیب (1949):

ابتدا میں بابری مسجد کے احاطے میں کوئی مورتی موجود نہیں تھی۔ دسمبر 1949 میں ہندو کارکنوں/انتہا پسندوں نے مسجد کے اندر مورتیاں نصب کر دیں۔ اس کے بعد مقام کو تالہ لگا دیا گیا، تاہم بعد میں ایک سائیڈ دروازے کے ذریعے ہندوؤں کو پوجا کی اجازت دے دی گئی۔

قانونی مقدمات (1950–1960 کی دہائی):

ہندو فریقوں نے عبادت کے حقوق کے حصول کے لیے مقدمات دائر کیے، جبکہ سنی سنٹرل وقف بورڈ نے قبضے کے لیے دعویٰ دائر کیا۔

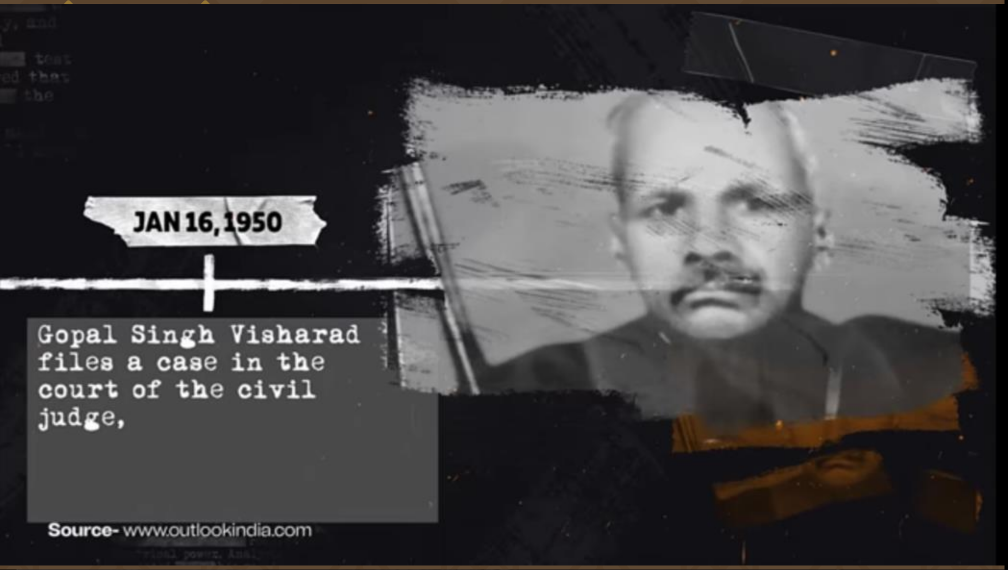
JAN 16, 1950
Gopal Singh Visharad files a case in the court of the civil judge,
Source- www.outlookindia.com

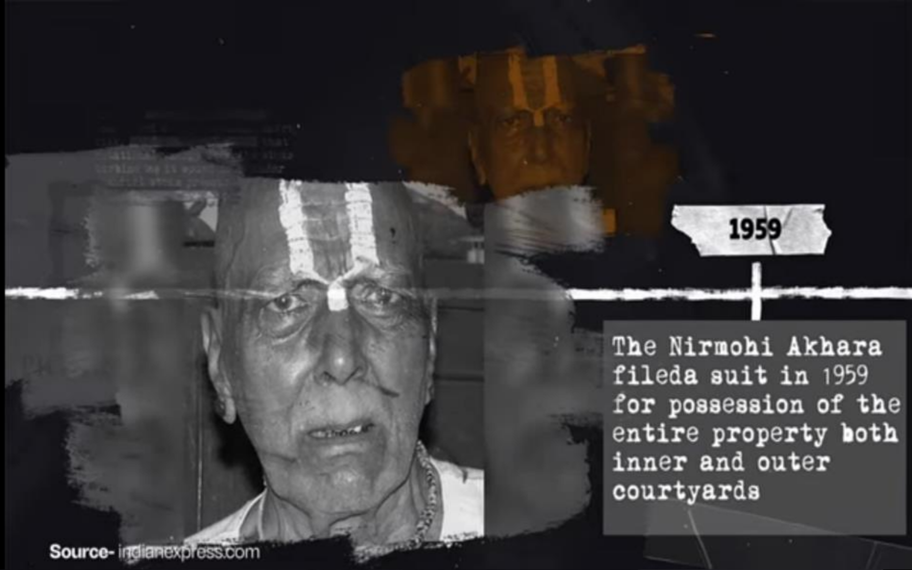
1959
The Nirmohi Akhara fileda suit in 1959 for possession of the entire property both inner and outer courtyards
Source- indianexpress.com

18 DECEMBER 1961
Sunni Central Waqf Board along with all those defendants named in the earlier suits, filed the fourth suit in the court of civil judge, Faizabad, praying for removal of idols and handing over the possession of mosque
Uttar Pradesh Sunni Central Waqf Board
An e-Governance initiative under the auspices of Uttar Pradesh Sunni Central Waqf Board
Waqf-Board
Source- indiatimes.com

Page 12

SUPREME COURT OF INDIA

On 1 April 1950, a Court Commissioner was appointed in Suit 1 to preparea map of the disputed premises. On 25 June 1950, the Commissioner submitteda report, together with two site plans of the disputed premises

was dismissed by the High Court of Allahabad.

14. On 5 December 1950, another suit was instituted by Paramhans Ramchandra Das[7] ("**Suit 2**") before the Civil Judge, Faizabad seeking reliefs similar to those in Suit 1. Suit 2 was subsequently withdrawn on 18 September 1990.

15. On 1 April 1950, a Court Commissioner was appointed in Suit 1 to prepare a map of the disputed premises. On 25 June 1950, the Commissioner submitted a report, together with two site plans of the disputed premises which were numbered as Plan nos 1 and 2 to the Trial Court. Both the report and maps

[5] Regular Suit No 2 of 1950. Subsequently renumbered as Other Original Suit (OOS) No 1 of 1989.
[6] FAFO No 154 of 1951
[7] Regular Suit no 25 of 1950 (subsequently renumbered as Other Original Suit (OOS) No 2 of 1989)

Source- www.sci.gov.in

1980 کی دہائی کی تحرک: وی ایچ پی–بی جے پی تحریک

1980 کی دہائی میں، وشو ہندو پریشد (وی ایچ پی) نے بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کی بڑھتی ہوئی سیاسی حمایت کے ساتھ بابری مسجد کے مقام کو "واپس حاصل" کرنے اور وہاں رام مندر تعمیر کرنے کے مقصد سے ایک عوامی تحریک کا آغاز کیا۔ اس مہم میں اس مقام کو *رام* جنم بھومی کے طور پر پیش کیا گیا اور مذہبی جلوسوں، عوامی اجتماعات اور ملک گیر متحرک کاری کے ذریعے حمایت حاصل کی گئی۔ اس تحریک نے ایک طویل عرصے سے جاری قانونی تنازع کو ایک بڑے سیاسی اور فرقہ وارانہ مسئلے میں تبدیل کر دیا، جس کے نتیجے میں معاشرہ شدید طور پر منقسم ہوا اور 1980 کی دہائی کے اواخر اور 1990 کی دہائی کے اوائل میں کشیدگی میں اضافے کی بنیاد پڑی۔

OCT 01, 2010

LONGEST RUNNING LEGAL
SPUTE IN INDIA

VHP began a campaign to build a Ram temple at the disputed site in 1984.

In 1986, VHP formed the Ramjanmabhoomi Nyas while prominent Muslim leaders formed the Babri Masjid Action Committee.

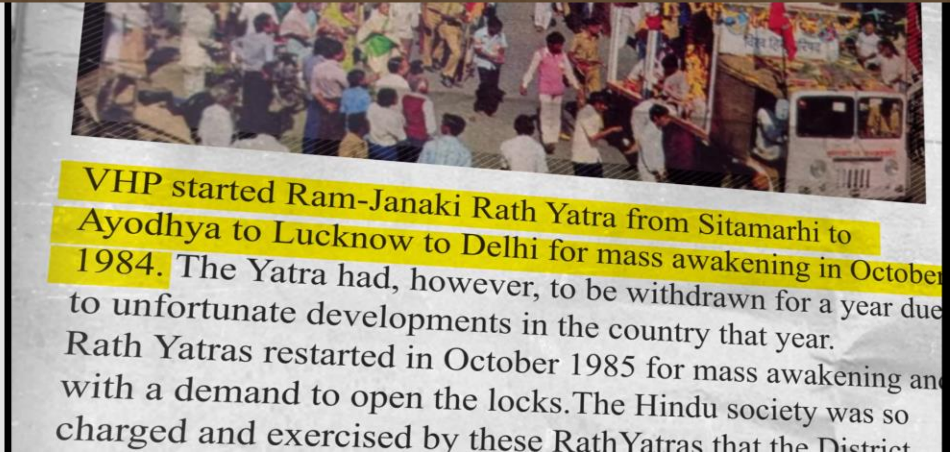
VHP started Ram-Janaki Rath Yatra from Sitamarhi to Ayodhya to Lucknow to Delhi for mass awakening in Octobe 1984. The Yatra had, however, to be withdrawn for a year due to unfortunate developments in the country that year. Rath Yatras restarted in October 1985 for mass awakening an with a demand to open the locks.The Hindu society was so charged and exercised by these RathYatras that the District

ستمبر 1990:

بی جے پی کے رہنما ایل۔ کے۔ اڈوانی نے مندر کی تعمیر کے لیے حمایت حاصل کرنے کے مقصد سے ”رام رتھ یاترا“ (زیارتی جلوس) کا آغاز کیا، جس کے نتیجے میں بھارت کے مختلف شہروں میں فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑے۔

and ending in Ayc... on ... October

Date 25 Septem...

twenty-seven percent of government jobs would be reserved for people from Other Backward Class. This announcement threatened the electoral constituency of the BJP, which decided to use the Ayodhya dispute to unite the Hindu vote by mobilising anti-Muslim sentiment.[1]

In order to further this movement, the BJP announced a *rath yatra*, or "chariot journey" acros... Ayodhya. The procession was led by L. K. Advani, and involved thousands of *kar sevaks*, or voluntee... from the Sangh Parivar. The *yatra* began in Somnath on 25 September 1990, and passed through hundreds ... villages and cities. It traveled approximately 300 kilometers a day, and Advani often addressed six public rallies ... single day. The *yatra* caused an outpouring of both religious and militant sentiments among Hindus, and became one of India's biggest mass movements.[2]

The *yatra* also triggered religious violence in its wake, with riots in cities across North India. As a result, Advani was arrested by the government of Bihar as the *yatra* passed through that state, and 150,000 of his supporters were also arrested by the government of Uttar Pradesh. Tens of thousands of activists nonetheless reached Ayodhya and attempted to storm the mosque, resulting in a pitched battle with security forces which left 20 dead. These events caused further Hindu-Muslim riots to break out across the country, in which hundreds were killed.[3] Muslims were often the victims of these riots, particularly in the state of Uttar Pradesh. Following these riots, the BJP withdrew its support to the Union government, leading to early parliamentary elections. The BJP made significant gains in these elections, both at the national and the state level, on the back of religious polarisation caused by the *yatra*.

بابری مسجد کی تیاری اور انہدام

انہدام سے ایک دن قبل ایودھیا کے ہندو دھام میں آر ایس ایس-وی ایچ پی-بجرنگ دل نے مشترکہ طور پر ایک خفیہ اجلاس منعقد کیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ محض اتفاقی نہیں تھا بلکہ پہلے سے منصوبہ بند تھا۔

مقام پر وی ایچ پی اور بی جے پی کی جانب سے منعقدہ ایک جلسہ، جس

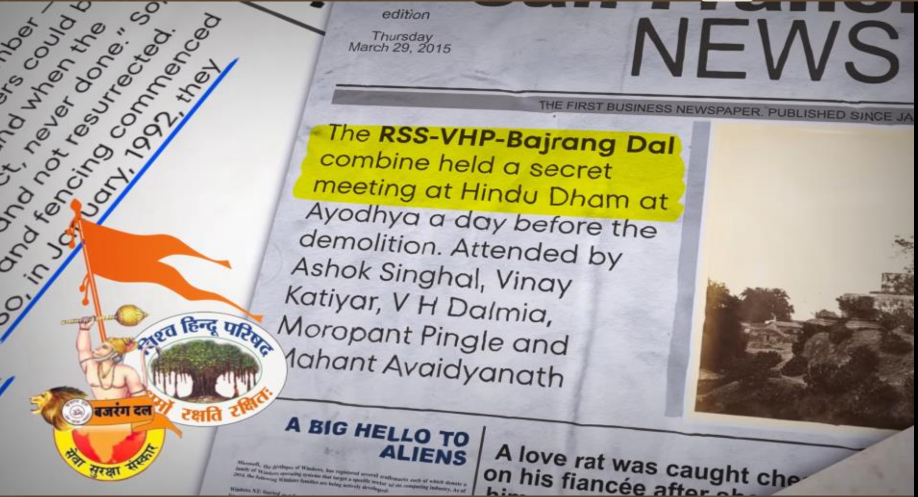

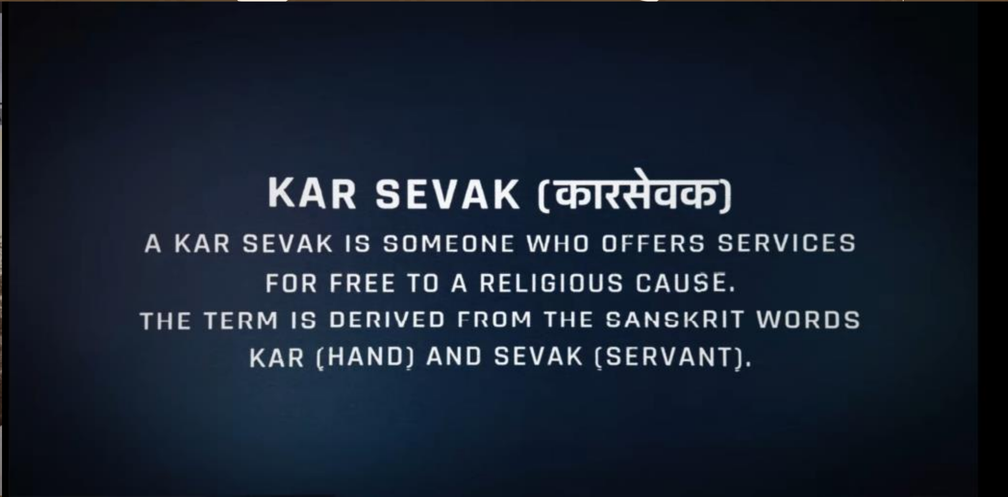

1992دسمبر 6 :بابری مسجد کا انہدامی واقعہ

ہجوم نے سیکیورٹی کو توڑتے ہوئے کلہاڑیوں، ہتھوڑوں اور لوہے کے کانٹوں کا استعمال کر کے چند ہی گھنٹوں میں سولہویں صدی کی مسجد کو منہدم کر دیا۔

میں کار سیوکوں کی ایک بہت بڑی تعداد (فیض آباد)کو ایودھیا 1992یکم دسمبر موجود تھی۔ (1,50,000سے 75,000تقریباً)

roof of a building

roof of a building

11.30 a.m. A teenager scales the protective steel railing like a circus acrobat and, despite the steep angle, reaches the top of one of the three domes.

Aap apna r
palan kare
wapas aaja
the time fo
has passed
the Ram bh
listen to th
and come b
expected, t
goes unhee
Instead, the
clamour of
directing th
sevaks to r

Source- www.indiatoday.in

to their leaders
come back). As
cted, the appeal
unheeded.
ad, there is a
our of voices,
ting the kar
s to rush to the
with chisels,

1.55 p.m. The first dome collapses in a cloud of dust

Source- www.indiatoday.in

huge cavities on
er side of its base
le clearly from
a mile away

cavities on either side
of its base visible

3.30 p.m. The second dome gives way under the ferocity of the onslaught.

Source- www.indiatoday.in

4.49 p.m. Kar sevaks form a human chain and use long wooden poles to repeatedly attack at the base of the middle dome from two sides until it comes crashing down.

A red cloud of dust settles on the rubble, all

Source- www.indiatoday.in

6 دسمبر 1992 کو شام 6 بجے مرکزی کابینہ نے اتر پردیش میں صدر راج نافذ کر دیا۔ بابری مسجد کے انہدام کے بعد پورے بھارت کے مختلف حصوں میں فسادات پھوٹ پڑے، جن کے دوران تقریباً 2000 افراد ہلاک ہوئے۔

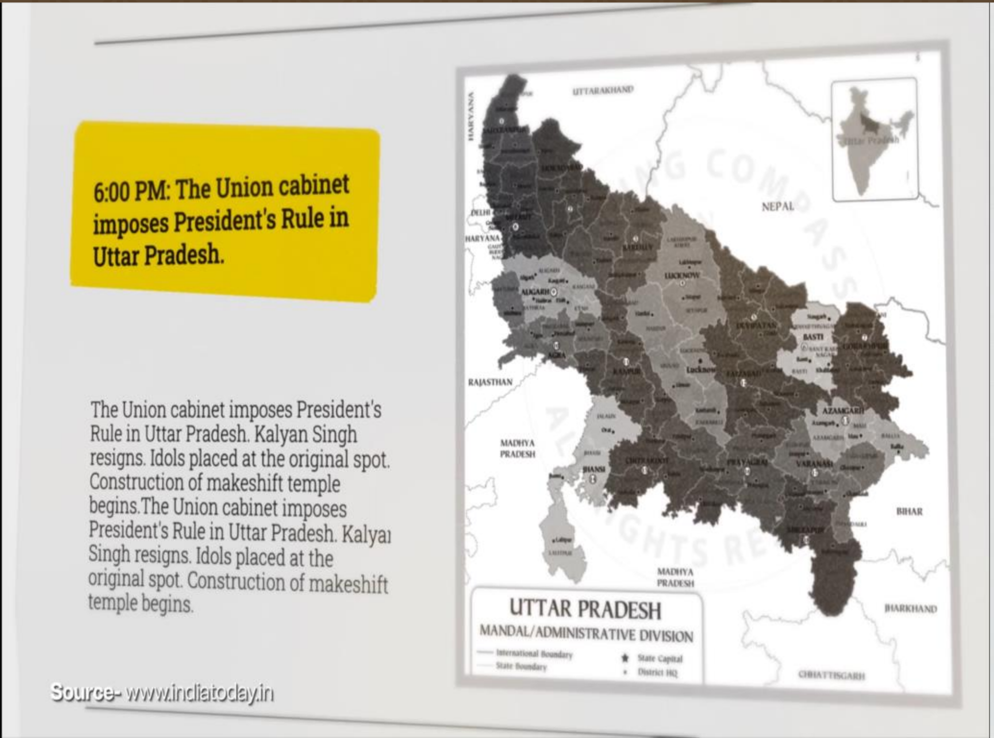

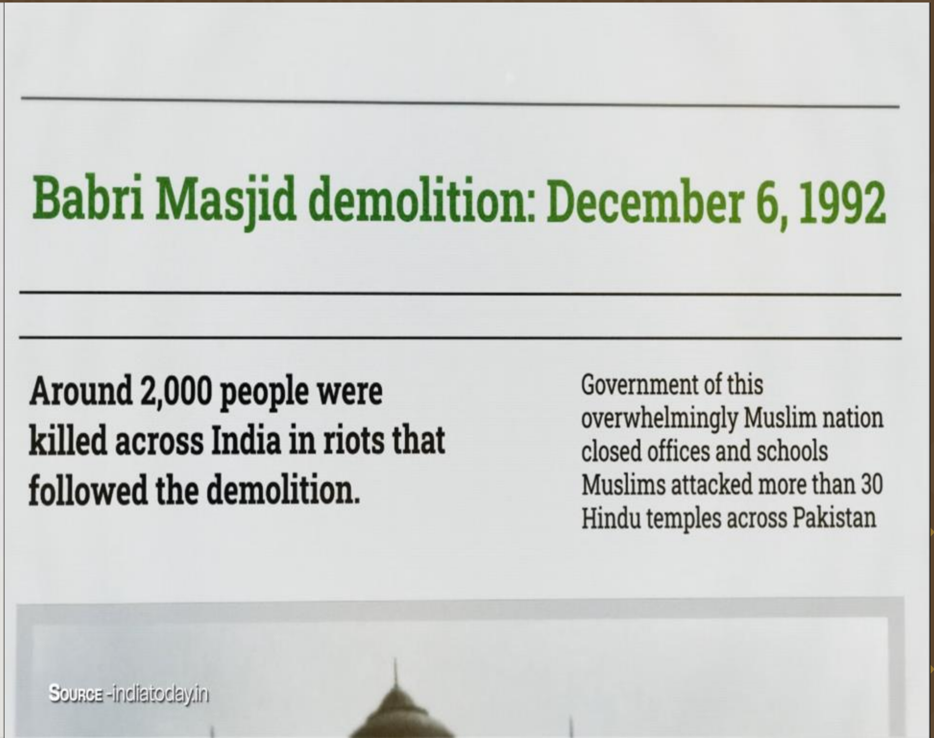

بابری مسجد کے انہدام کے بعد کے واقعات:

6 دسمبر 1992 کو بابری مسجد کے انہدام کے بعد، دو مختلف ایف آئی آر کے ذریعے جرم نمبر 197/1992 اور 198/1992 کے تحت دو مقدمات رام جنم بھومی تھانہ، ایودھیا (فیض آباد) میں درج کیے گئے۔

DECEMBER 6, 1992 | On the day of demolition of Babri Mosque, two cases — crime number 197/1992 and crime number 198/1992 registered through two different FIRs lodged at Ram Janmabhoomi police station, Ayodhya. During investigation, 47 more FIRs were lodged.

DECEMBER 6, 1992 | On the day of demolition of Babri Mosque, two cases — crime number 197/1992 and crime number 198/1992 registered through two different FIRs lodged at Ram Janmabhoomi police station, Ayodhya. During investigation, 47 more FIRs were lodged.

Source- www.indiatoday.in

1992: لبراہن کمیشن کا قیام

کمیشن کی رپورٹ 2009 میں عدالت میں پیش کی گئی۔ اس رپورٹ میں بی جے پی کے سینئر رہنماؤں ایل۔ کے۔ اڈوانی، مرلی منوہر جوشی اور اوما بھارتی کے علاوہ آر ایس ایس اور بی جے پی کے دیگر اعلیٰ رہنماؤں کے ملوث ہونے کی نشاندہی کی گئی۔

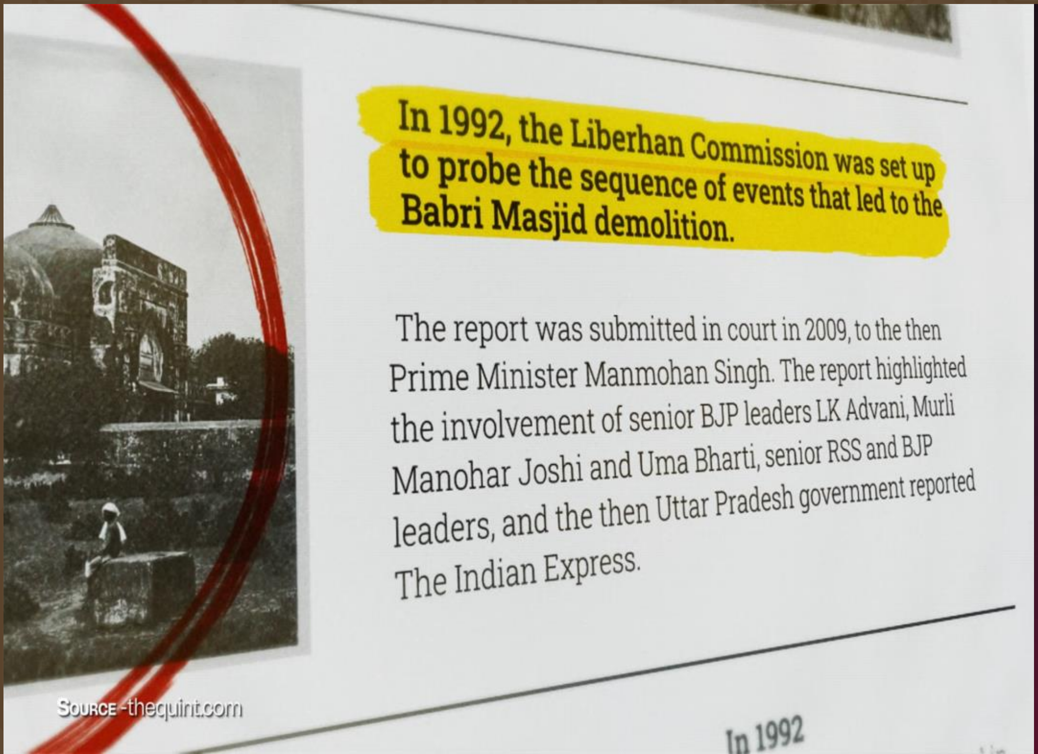

کن بنیادوں پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ بابری مسجد کا انہدام پہلے سے منصوبہ بند تھا:

خفیہ ایجنسیوں کی رپورٹس، راجیہ سبھا کی سرکاری رپورٹس، اور انٹیلی جنس بیورو کے سابق سربراہ (مالوئے کرشن دھَر) کی کتاب۔

جنوری 1992 میں پرنسپل سیکریٹری (داخلہ) نے رپورٹ دی تھی کہ ہٹائی گئی رکاوٹوں (بیریکیڈز) کو ضرورت پڑنے پر فوراً دوبارہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا کبھی نہیں کیا گیا۔ یوں رکاوٹیں ہٹا دی گئیں اور انہیں دوبارہ بحال نہیں کیا گیا۔ بیریکیڈز اور باڑ کو ہٹانے کا عمل 1992 میں شروع ہوا، یعنی جنوری 1992 میں ہی انہیں ہٹا دیا گیا تھا۔

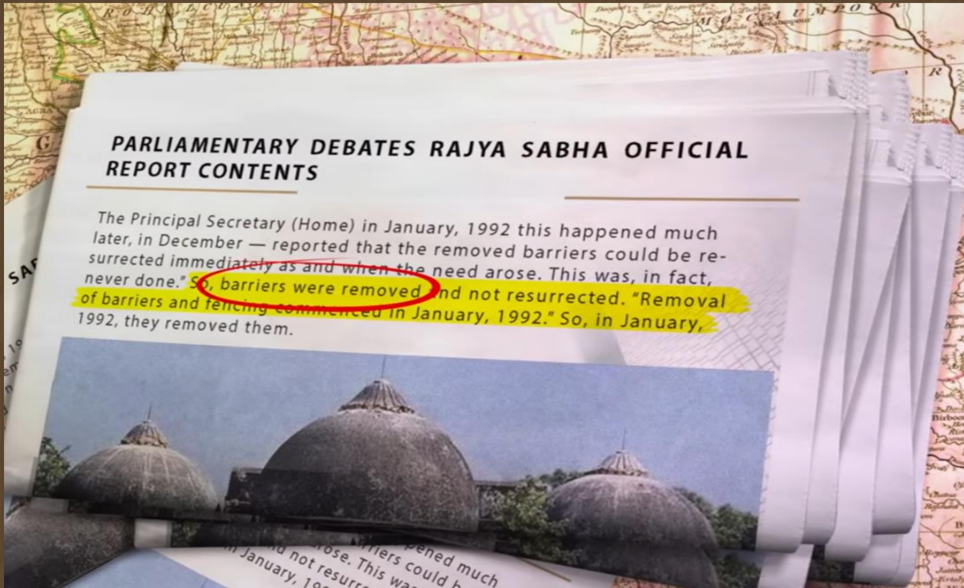

مارچ 2005 میں، انٹیلی جنس بیورو کے سابق سربراہ مالوئے کرشن دھَر نے دعویٰ کیا کہ بابری مسجد کا انہدام راشٹریہ سویم سیوک سنگھ (آر ایس ایس)، بی جے پی اور وشو ہندو پریشد (وی ایچ پی) کے اعلیٰ رہنماؤں کی جانب سے تقریباً 10 ماہ پہلے ہی منصوبہ بند کیا گیا تھا۔

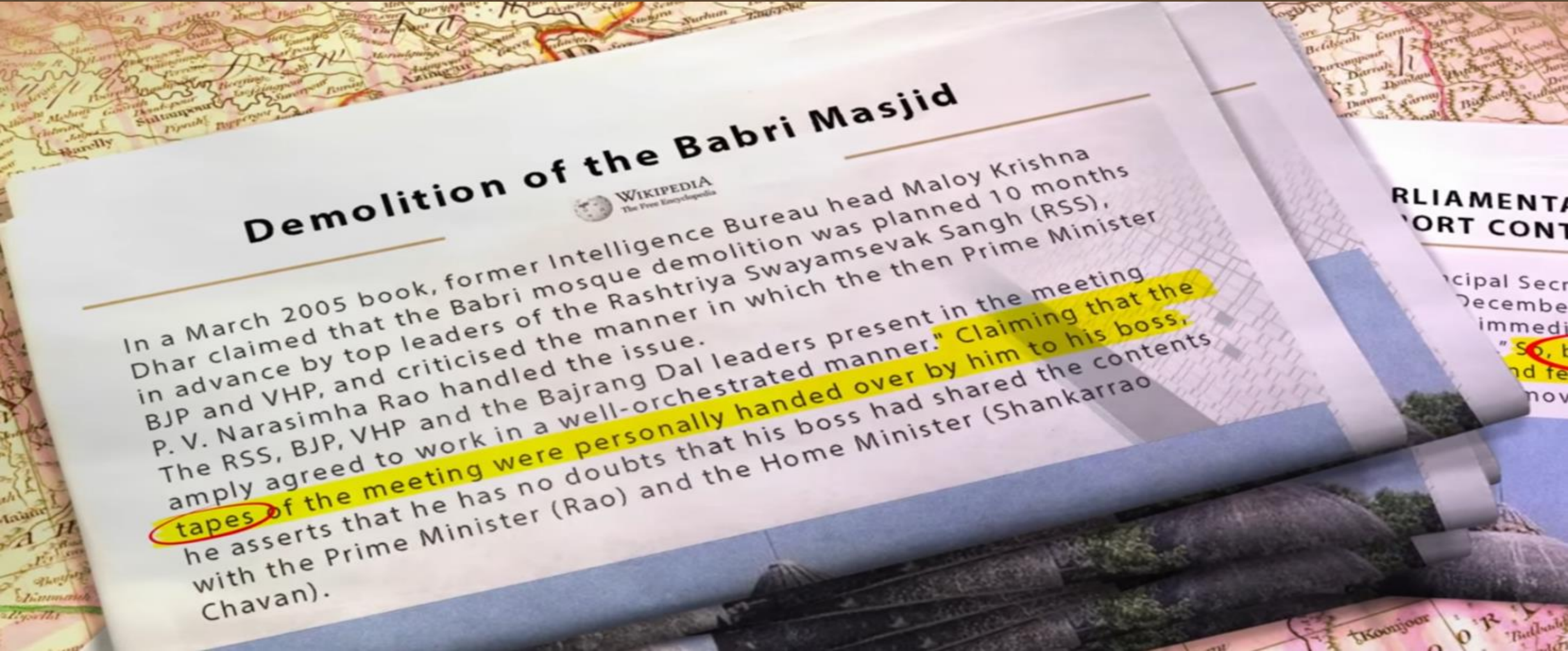

سابق انٹیلجنس بیورو کے سربراہ مالوی کرشن دھر کی جانب سے اپنے باس کو ٹیپ جمع کرانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پورا واقعہ جو ہونے والا تھا، اُس وقت کے وزیرِاعظم پی وی نرسمہا راؤ اور وزیرِ داخلہ (شنکر راؤ چوان) کے علم میں تھا، لیکن انہوں نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی۔

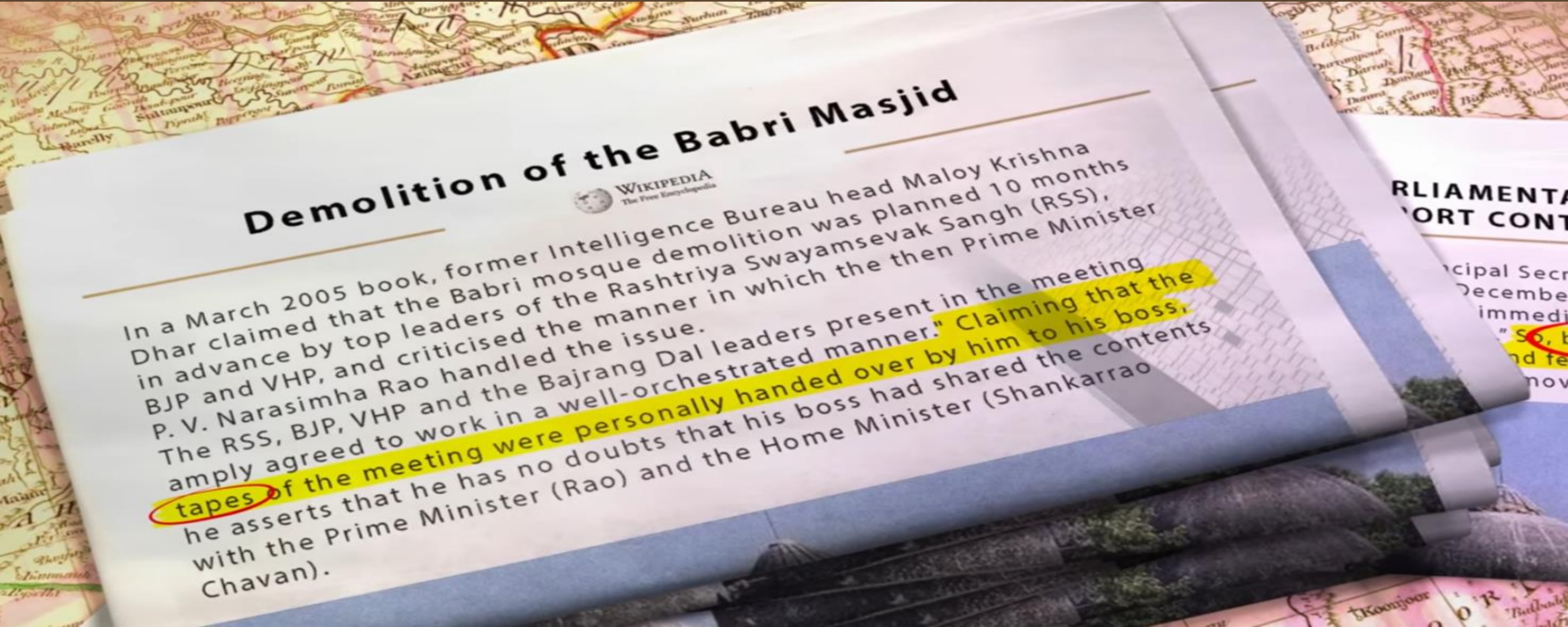

1992 میں کلیان سنگھ (سابق وزیراعلیٰ، اتر پردیش) نے سپریم کورٹ میں حلف نامہ جمع کروایا کہ بابری مسجد کی حفاظت کی جائے گی۔ سب سے بڑی اجتماع 6 دسمبر 1992 کے لیے منصوبہ بندی کی گئی تھی۔ مندر شہر کے تمام داخلی راستے سیل کر دیے گئے تھے، لیکن مندر کے شائقین ‘علامتی کر سیوا’ کے لیے چند دن پہلے پہنچ گئے تھے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ بابری مسجد کے انہدام کو روکا جا سکتا تھا، لیکن اُس وقت کے اتر پردیش کے وزیراعلیٰ کلیان سنگھ نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی۔

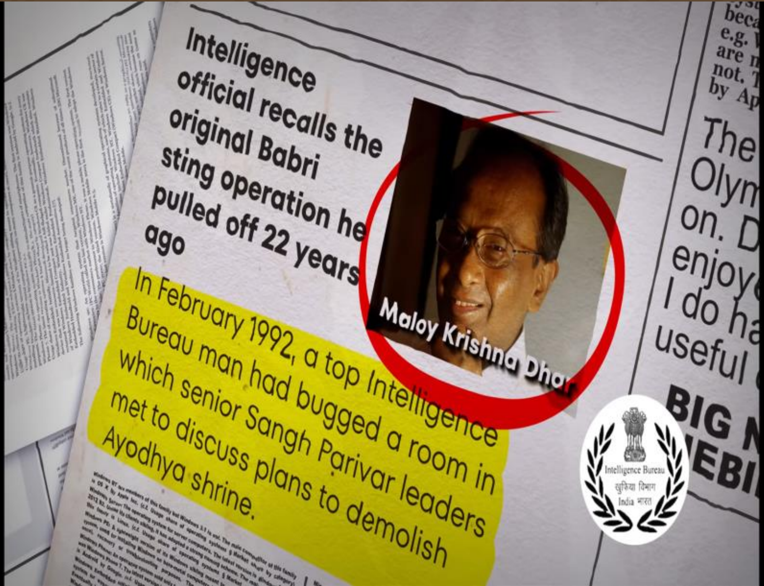

الہ آباد ہائی کورٹ میں کیس:

1989 میں، تمام متعلقہ مقدمات یکجا سماعت کے لیے الہ آباد ہائی کورٹ، لکھنؤ بینچ میں منتقل کر دیے گئے۔ ہائی کورٹ نے بعد میں اپنا فیصلہ سنایا۔ 2010 میں، الہ آباد ہائی کورٹ نے اپنا حکم سناتے ہوئے متنازعہ زمین کو تین حصوں میں تقسیم کیا

1. ایک حصہ رام للا (ہندو فریقین) کے لیے۔
2. ایک حصہ نرمohi اکھاڑا کے لیے۔
3. ایک حصہ سنی سینٹرل وقف بورڈ کے لیے— عارضی انتظام کے طور پر،

جبکہ سپریم کورٹ میں اپیل کی اجازت دی گئی۔

BAR & BENCH

Homepage ▸ News ▸ Ayodhya: Allahabad High Court judgment of 2010 explained

Meera Emmanuel 14 hours ago

Ayodhya: Allahabad High Court judgment of 2010 explained

On September 30, 2010, a three-judge Bench of the Allahabad High Court attempted to put an end to a six-decade-old legal dispute over 2.77 acres of land in Ayodhya, Uttar Pradesh. Five

اس میں استعمال شدہ سروے:

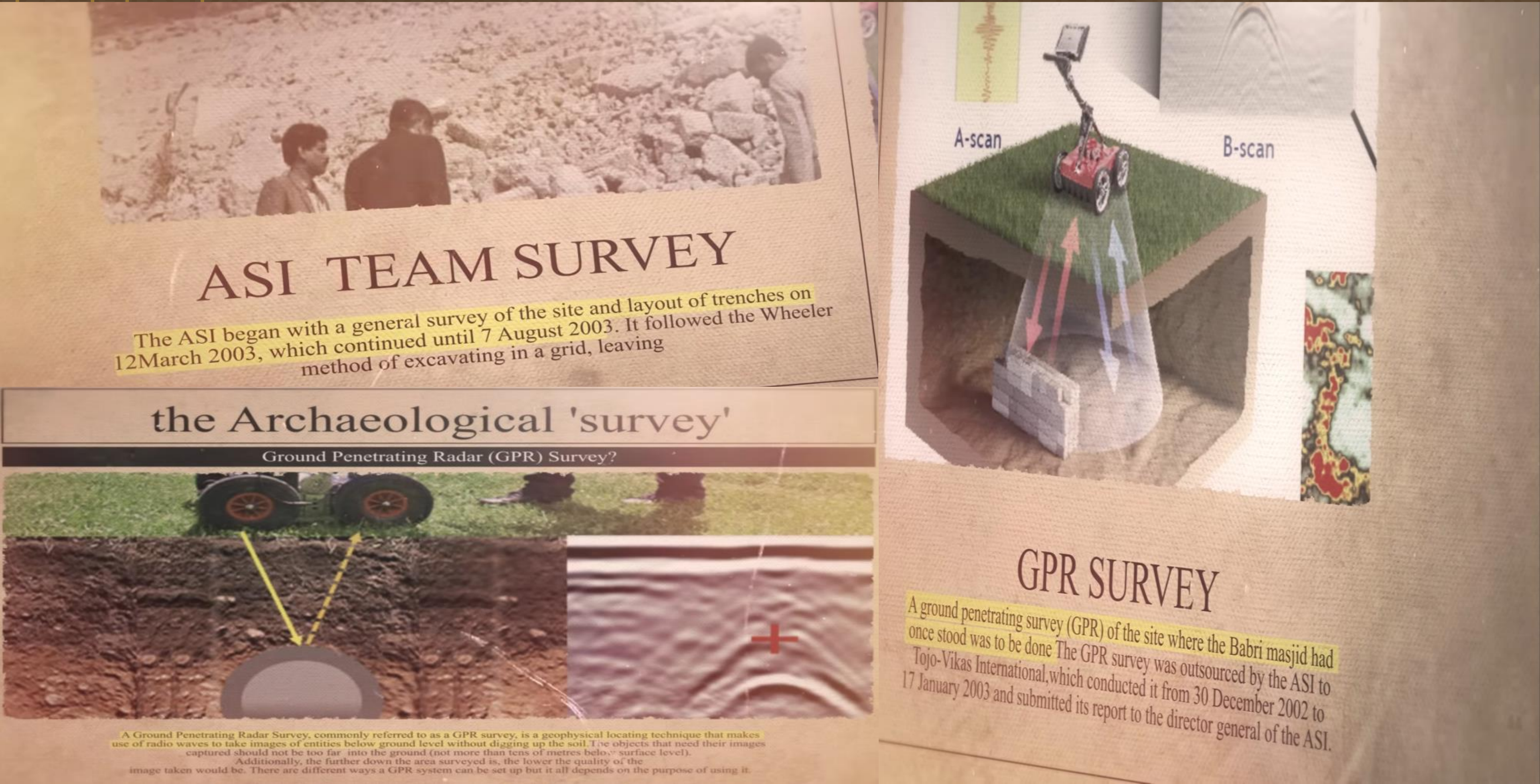

بھارت کی سپریم کورٹ میں بابری مسجد کا کیس:

اس فیصلے کے خلاف تمام بڑے فریقین نے 2011 میں سپریم کورٹ میں اپیلیں (خصوصی اجازت کی درخواستیں) دائر کیں۔

سپریم کورٹ نے مئی 2011 میں ہائی کورٹ کے فیصلے کو مؤخر کر دیا۔

آخری فیصلہ 9 نومبر 2019 کو 5 ججوں کی بنچ نے سنایا:

1. بھارت کے چیف جسٹس رنجن گوگوئی (صدر جج)
2. جسٹس ایس۔ اے۔ بوبڑے
3. جسٹس ڈی۔ وائی۔ چندرچود
4. جسٹس آشوک بھوشن
5. جسٹس ایس۔ عبدال نذیر

بابری مسجد کیس میں سپریم کورٹ کا فیصلہ:

1. فیض آباد (اب ایودھیا) میں 2.77 ایکڑ متنازعہ زمین رام مندر کی تعمیر کے لیے سونپ دی گئی۔
2. سنی وقف بورڈ کو مسجد بنانے کے لیے 5 ایکڑ کا پلاٹ مختص کیا گیا۔
3. 1992 میں بابری مسجد کا انہدام قانون کی خلاف ورزی تھی۔
4. 1949 میں مسجد کے مرکزی گنبد کے نیچے بت رکھنے کا عمل بے حرمتی کا فعل تھا۔
5. مرکز کو 3 ماہ میں مندر کی تعمیر کے لیے منصوبہ بندی تیار کرنی ہوگی۔
6. مندر کی تعمیر کے لیے ایک ٹرسٹی بورڈ قائم کیا جانا چاہیے۔
7. مسلمانوں نے یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی ثبوت فراہم نہیں کیا کہ وہ 1857 سے پہلے اندرونی ڈھانچے پر خصوصی قبضے میں تھے۔
8. زیرِ تعمیر ڈھانچے کے ہندو مندر ہونے کے معاملے میں آثارِ قدیمہ کی رپورٹ حتمی نہیں تھی۔
9. ہائی کورٹ کے ذریعہ زمین کو تین حصوں میں تقسیم کرنے کا حکم قانونی طور پر قائم نہیں تھا۔
10. ہندو اسے رام جی کی جائے پیدائش سمجھتے ہیں، اور مسلمان بھی متنازعہ زمین کے بارے میں یہی کہتے ہیں۔
11. مسلمانوں نے یہ ثابت کرنے کے لیے کوئی ثبوت پیش نہیں کیے کہ وہ متنازعہ جگہ پر خصوصی قبضے میں تھے، جبکہ ہندوؤں نے یہ ثابت کیا کہ وہ بیرونی صحن میں موجود تھے۔

In a unanimous verdict, the Supreme Court on Saturday held that the entire disputed land of 2.77 acres in Ayodhya must be handed over for the construction of a Ram temple.

Key Points of Judgment

1 **Entire disputed land** of 2.77 acres in Ayodhya to be **handed over for construction of Ram temple**

2 Plot of 5 acres allotted to the Sunni Waqf Board for building a mosque

3 **Destruction** of the Babri mosque in 1992 was a **violation of law**

4 Act of **placing idols** beneath central dome of mosque in 1949 **was an act of desecration**

5 Centre needs to formulate **scheme for temple construction** in 3 months

6 **A board of trustees** must be set up for **temple construction**

7 **Muslims have provided no evidence** to indicate **that they were in exclusive possession of the inner structure** prior to 1857

8 **ASI report not conclusive** as to underlying structure was a Hindu temple

9 **Three-way bifurcation** order by HC **legally unsustainable**

10 **Hindus consider** this place as **birthplace of lord Ram**, even Muslims say this about disputed place

11 **Muslims have not adduced evidence** they were in exclusive possession of dispute site, **but Hindus established** their case that they were in **possession of outer courtyard**

بابری مسجد کے کیس میں بھارت کی سپریم کورٹ کا فیصلہ کیوں مناسب نہیں تھا / بابری مسجد کا فیصلہ: مسلم اُمہ کے ساتھ ناانصافی

1. **زیرِ تعمیر ڈھانچہ مسجد نہیں تھا:** سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں کہا کہ زیرِ تعمیر ڈھانچہ مسجد نہیں تھا۔ لیکن یہ انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بابری مسجد وہاں موجود نہیں تھی۔
   اور اس منطق سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کسی چیز کی غیر موجودگی کا مطلب دوسری چیز کی موجودگی ہے۔
   یعنی اگر معزز سپریم کورٹ کے مطابق مسجد وہاں نہیں تھی، تو اس بنیاد پر یہ نہیں کہا یا فرض کیا جا سکتا کہ وہاں مندر تھا۔ لہٰذا رام مندر کے لیے 2.77 ایکڑ زمین کا الاٹمنٹ ناانصافی تھی۔
2. آثارِ قدیمہ (ASI) یہ ثابت کرنے میں ناکام رہا کہ مسجد بنانے کے لیے مندر کو مسمار کیا گیا تھا: اس نقطے کو مدنظر رکھتے ہوئے، یہ بالکل غیر مناسب تھا کہ ساری متنازعہ زمین رام مندر کو دی گئی، جبکہ ASI اسے ثابت کرنے میں ناکام رہا۔

NEWS •LIVE TV INDIA TODAY APP MAGAZINE

Ayodhya verdict: Underlying structure was not an Islamic structure, says SC

BELIEFS

Th... said the underlying structure below the disputed site at Ayodhya was not an Islamic structure, but the ASI has not established whether temple was demolished to build a mosque.

Delhi
November 9, 2019
UPDATED: November 9, 2019 11:22 IST

In a unanimous verdict, the Supreme Court on Saturday held that the entire disputed land of 2.77 acres in Ayodhya must be handed over for the construction of a Ram temple.

Key Points of Judgment

1 **Entire disputed land** of 2.77 acres in Ayodhya to be **handed over for construction of Ram temple**

2 Plot of 5 acres allotted to the Sunni Waqf Board for building a mosque

3 **Destruction** of the Babri mosque in 1992 was a **violation of law**

4 Act of **placing idols** beneath central dome of mosque in 1949 **was an act of desecration**

5 Centre needs to formulate **scheme for temple construction** in 3 months

6 **A board of trustees** must be set up for **temple construction**

7 **Muslims have provided no evidence** to indicate **that they were in exclusive possession of the inner structure** prior to 1857

8 **ASI report not conclusive** as to underlying structure was a Hindu temple

9 **Three-way bifurcation** order by HC **legally unsustainable**

10 **Hindus consider** this place as **birthplace of lord Ram**, even Muslims say this about disputed place

11 **Muslims have not adduced evidence** they were in exclusive possession of dispute site, **but Hindus established** their case that they were in **possession of outer courtyard**

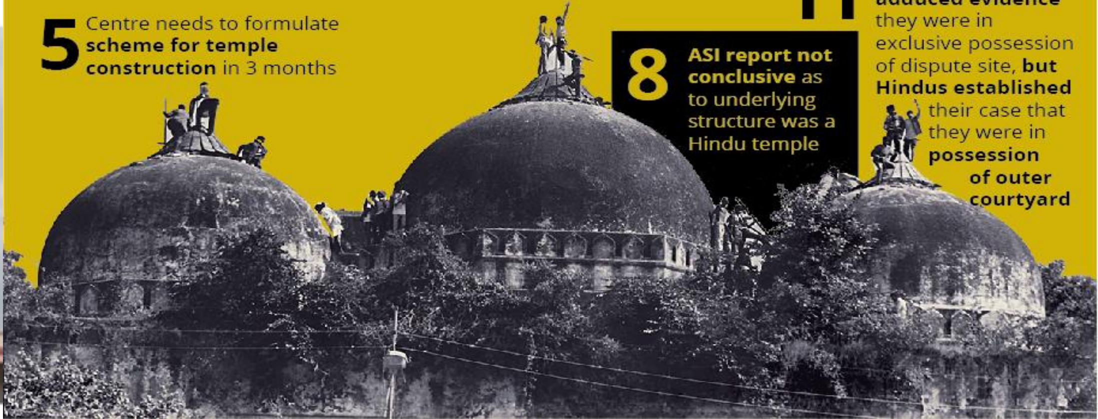

3. **بابری مسجد کا انہدام قانون کی خلاف ورزی:** ایک طرف سپریم کورٹ نے کہا کہ زیرِ تعمیر ڈھانچہ مسجد نہیں تھا، لیکن دوسری طرف اس نے کہا کہ بابری مسجد کا انہدام قانون کی خلاف ورزی تھی۔ لہٰذا اس کے اپنے فیصلوں میں تضاد موجود ہے۔

4. ASI **مندر کو مسجد بنانے کے لیے مسمار کیے جانے کو ثابت کرنے میں ناکام رہا:** سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں کہا کہ ASI یہ ثابت کرنے میں ناکام رہا کہ مندر کو مسجد بنانے کے لیے مسمار کیا گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہاں کوئی مندر نہیں تھا اور بابری مسجد بنانے کے لیے کچھ بھی مسمار نہیں کیا گیا۔ لہٰذا ساری متنازعہ زمین رام مندر کو دینا مناسب نہیں تھا۔

5. **رام مندر فیصلے کے بعد سابق چیف جسٹس رنجن گوگوئی کا رکنِ راجیہ سبھا کے طور پر نامزد ہونا:** اگر آپ دیکھیں کہ اب تک کتنے سپریم کورٹ کے ججز کو راجیہ سبھا کا رکن بنایا گیا، تو جواب صرف 3 ہیں۔ سابق CJI رنجن گوگوئی کے بعد دیکھیں کہ کتنے سپریم کورٹ کے ججز راجیہ سبھا کے رکن بنے—جواب ہے کوئی نہیں۔ لہٰذا یہ واضح ہے کہ انہیں رام مندر کیس میں فیصلے کے حق میں ہونے کی وجہ سے منتخب کیا گیا۔

https://www.thehindu.com/news/national/former-cji-ranjan-gogoi-nominated-to-rajya-sabha/article31085274.ece

TOI OPEN APP

INDIA

Babri Masjid demolition was violation of law, says SC

IANS | Updated: Nov 9, 2019, 13:33 IST

AA 2

NEW DELHI: The Supreme Court on Saturday held that the demolition of the Babri Masjid on December 6, 1992, was "an egregious violation of the rule of law" and as a remedy, it directed the government to allot a separate 5 acres land for construction of the mosque.

how many Supreme Court Judges nominated as Rajya Sabha member

+3

हि En Listen

While the President can nominate any eminent person with expertise in literature, science, art, or social service to the Rajya Sabha (12 seats total), only a few former Supreme Court judges have been nominated, notably **Justice Ranganath Misra**, **Justice Baharul Islam**, and most recently, former Chief Justice **Ranjan Gogoi**, making Gogoi the first to be *nominated* (rather than elected) to the Upper House after retirement.

Key Points:

- **President's Nomination Power:** The Indian Constitution (Article 80) allows the President to nominate 12 members to the Rajya Sabha for their special knowledge or practical experience in fields like literature, science, art, and social service.
- **Judges as Nominees:** Former judges, including Supreme Court Justices, can be nominated if they fit these criteria, as seen with Justice Ranganath Misra and Justice Baharul Islam.

NEWS •LIVE TV INDIA TODAY APP MAGAZINE

Ayodhya verdict: Underlying structure was not an Islamic structure, says SC

BELIEFS

Th said the underlying structure below the disputed site at Ayodhya was not an Islamic structure, bu the ASI has not established whether temple was demolished to build a mosque.

Delhi
November 9, 2019
UPDATED: November 9, 2019 11:22 IST

thehindu.com

HOME / NEWS / INDIA

Former CJI Ranjan Gogoi nominated to Rajya Sabha

Updated – March 17, 2020 08:27 am IST – New Delhi

The vacancy was created due to the retirement of K.T.S. Tulsi at the end of February

SPECIAL CORRESPONDENT

Former Chief Justice of India Ranjan Gogoi

how many judges of the supreme court appointed as rajya sabha member

AI Overview

हिं En Listen

At least **three** Supreme Court judges have served in the Rajya Sabha: Justice Baharul Islam (nominated), Chief Justice Ranganath Misra (elected as Congress MP), and Chief Justice Ranjan Gogoi (nominated), though judges must retire or resign before becoming MPs, with Gogoi being the most recent and the first nominated sitting judge to serve, creating controversy over judicial independence.

Details of the Judges:

- **Justice Baharul Islam:** Was nominated to the Rajya Sabha in 1983 by the Indira Gandhi government after retiring, noted for his role in absolving a Chief Minister in a scandal.
- **Chief Justice Ranganath Misra:** Became a Congress Member of Parliament (MP) in 1998 after his tenure, but was elected, not nominated.
- **Chief Justice Ranjan Gogoi:** Nominated to the Rajya Sabha in 2020 by the President under Article 80 (for contributions to literature, science, art, and social service) after his retirement, sparking debate over judicial independence.

6. سابق چیف جسٹس ڈی. وائی. چندرچود کا لالانتوپ کو انٹرویو: جب آپ سابق جج ڈی. وائی. چندرچود کا لالانتوپ کو دیا گیا انٹرویو سنیں گے، تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انہوں نے کہا—

"اب، جب آپ کہتے ہیں کہ یہ ہندوؤں نے اندرونی صحن کو بے حرمتی (توڑا/نقصان پہنچایا/معنوی توہین) کی، تو سوال اٹھتا ہے: کیا مسجد کی تعمیر بذات خود بنیادی بے حرمتی (بنیادی توڑ/توہین) کا معاملہ نہیں تھی؟ کیا ہمیں یہ سب بھول جانا چاہیے؟ کیا ہمیں تاریخ میں جو کچھ بھی ہوا اسے نظر انداز کر دینا چاہیے؟ اب، جب آپ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ واقعی تاریخ میں ہوا اور ہمارے پاس اس کے آثارِ قدیمہ کے ثبوت بھی ہیں، تو پھر آپ اسے کیسے نظر انداز کر سکتے ہیں؟ دیکھیں، جن نقادوں کا آپ ذکر کر رہے ہیں، ان کا تاریخی نظریہ انتخابی ہے۔ وہ کچھ ادوار کے ثبوتوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور پھر اپنے حساب سے تقابلی ثبوت چن کر ایک کہانی تشکیل دیتے ہیں۔"

اس ویڈیو کو دیکھنے کے بعد آپ کو معلوم ہوگا کہ ایک طرف سپریم
کورٹ نے کہا کہ وہاں کسی مندر کے وجود کو ثابت کرنے کے لیے
رپورٹ اسے قائم نہیں کر سکتی، اور ASIکوئی ثبوت نہیں تھا یا
نے کہا: "*کیا مسجد کی تعمیر بذات خود بنیادی* CJIدوسری طرف سابق
بے حرمتی *(بنیادی توڑ/توہین) کا معاملہ نہیں تھی؟*"
یہ ظاہر کرتا ہے کہ سابق جج ڈی. وائی. چندرچود تصدیقی تعصب
کے شکار تھے (confirmation bias) اور یہ فیصلہ حقائق اور
رپورٹس کی بنیاد پر نہیں بلکہ جذبات کی بنیاد پر تھا۔
چندرچود کا انٹرویو CJIلالانتوپ ویڈیو: سابق

https://youtu.be/CJLuU0Xr_1s?si=AcR0FdL070_0enFP

सवाल

"फ़ैसले में तो कहा गया कि ऐसा कोई सबूत नहीं है (जिससे ये साबित होता हो) कि मस्जिद बनाने के लिए किसी मौजूदा स्ट्रक्चर को ज़बरदस्ती तोड़ा गया हो, क्योंकि पुराने स्ट्रक्चर और मस्जिद के बीच कई शताब्दियों का अंतराल था और उस ढांचे के गिरने की वजह कुछ भी हो सकती थी... आप कह रहे हैं कि पहले भी तोड़-मरोड़ और अपवित्रीकरण हुआ है, लेकिन उसके सबूत कहां हैं?"

"चलिए इसका सामना करते हैं. आख़िरकार, जिन्होंने फ़ैसले की आलोचना की है, वो मस्जिद के बुनियादी इतिहास को नज़रअंदाज़ करना चाहते हैं और फिर वो तुलनात्मक इतिहास और उसके चुनिंदा हिस्सों को उठाकर अपने तर्क को सही ठहराने की कोशिश करते हैं."

– डीवाई चंद्रचूड़,
पूर्व चीफ जस्टिस ऑफ इंडिया

"अब, जब आपने कहा कि, वो हिंदू ही थे जिन्होंने अंदर वाले आंगन का डेसेक्रेशन (तोड़-मरोड़/अपवित्रीकरण) किया... तो फिर सवाल तो ये है कि फंडामेंटल डेसेक्रेशन (मूलभूत तोड़-मरोड़/अपवित्रीकरण) तो मस्जिद का निर्माण ही था, है न? क्या हम ये सब भूल जाएं? क्या हम इतिहास में जो कुछ हुआ, उसे नज़रअंदाज़ कर दें? अब, जब आप मान लेते हैं कि इतिहास में ऐसा हुआ और हमारे पास उसका आर्किअलॉजिकल एविडेंस (पुरातात्त्विक सबूत) भी था, तो फिर आप आंखें कैसे बंद कर सकते हैं? देखिए, जिन आलोचकों का आप ज़िक्र कर रहे हैं, वो लोग इतिहास का सिलेक्टिव नज़रिया रखते हैं. कुछ हिस्सों के सबूतों को नज़रअंदाज़ कर देते हैं और फिर अपने हिसाब से तुलनात्मक सबूत चुनकर कहानी बनाते हैं."

– डीवाई चंद्रचूड़,
पूर्व चीफ जस्टिस ऑफ इंडिया

جسٹس ایس. مرلی دھر (سابق چیف جسٹس، اوریسا ہائی کورٹ) نے کہا: 7.
اگر آپ فیصلے کے پیرا 32 C کو پڑھیں، تو وہاں لکھا ہے کہ کمیٹی مارچ 2019 میں تشکیل دی گئی تھی اور اگست 2019 میں انہوں (کمیٹی نے) عدالت کو بتایا کہ انہیں کچھ اور وقت درکار ہے۔ اپیل کی سماعت 6 اگست سے شروع ہونے والی تھی۔ سماعت کے دوران رپورٹ پیش کی گئی: کہ بعض فریقین تنازعہ حل کرنے کے خواہاں تھے۔

میں وہاں سے فیصلہ پڑھ رہا ہوں۔

اس عدالت نے 18 ستمبر کے اپنے حکم میں مشاہدہ کیا: کہ سماعت کے دوران، اگر کوئی فریق تنازعہ حل کرنا چاہے تو ان کے لیے یہ کھلا تھا کہ وہ ثالثوں سے رابطہ کریں اور ایک حل پیش کریں۔ اگر یہ عدالت کے سامنے آیا۔ آخری دلائل 16 اکتوبر کو ہوئے، جس میں ثالثی کمیٹی کی حتمی رپورٹ عدالت میں پیش کی گئی، جس میں سنی وقف بورڈ کچھ مقررہ شرائط پوری کرکے حل کے لیے تیار تھا، لیکن نرم اکھاڑا اور دیگر فریق تیار نہیں تھے۔ اسے ثالثی کی ناکامی نہیں کہا جا سکتا۔

انہوں نے مزید کہا: عام شہری تنازعات میں جب فریقین عدالت کو بتاتے ہیں کہ ہم یہاں تک پہنچ گئے ہیں اور شاید سب متفق نہیں ہیں، تو عام طور پر عدالت کہتی ہے کہ دیکھتے ہیں اختلاف کے کون سے نکات ہیں اور دیکھتے ہیں کہ انہیں کیسے حل کیا جا سکتا ہے۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ ثالثی اور تصفیے کا موقع موجود تھا، لیکن مزید مواقع فراہم نہیں کیے گئے۔

8. فیصلہ بعض افراد کی گواہی کی بنیاد پر دیا گیا:

فیصلہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ اُن گواہوں کی گواہی کی بنیاد پر دیا گیا جو صرف اپنی عقائد کی بنیاد پر بیان دے رہے تھے۔ اور انہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ شری رام جی کی جائے پیدائش ہے، اس کے لیے کوئی مضبوط ثبوت پیش نہیں کیا گیا، جبکہ بابری مسجد کی تعمیر اور اس کیس کے درمیان کافی طویل وقت کا فرق تھا۔ لہٰذا ان کی گواہی کو ایسے معاملے میں متعلقہ نہیں سمجھا جا سکتا۔
لیکن کیا آپ یقین کر سکتے ہیں کہ کسی بھی ملک کی اعلیٰ عدالت صرف عقائد کی بنیاد پر فیصلہ دے سکتی ہے اور شواہد کی بنیاد پر نہیں؟ لیکن یہ واقعہ بھارت میں بابری مسجد کیس میں سپریم کورٹ میں پیش آیا۔

9. کچھ انگریزی مسافروں کے سفرنامے:

سفرناموں کی مسئلہ یہ ہے کہ یہ بابری مسجد کی تعمیر کے وقت کے نہیں، بلکہ 19ویں صدی کے ہیں۔
سفرنامے یہ دکھاتے ہیں کہ مسافروں (19ویں صدی) کے آنے کے وقت وہاں پوجا (عبادت) کیسے ہوتی تھی، لیکن بابری مسجد کی تعمیر کے وقت یا اس سے پہلے نہیں۔ لہٰذا سوال اٹھتا ہے کہ یہ گواہی فیصلہ دینے کی بنیاد کیسے بن سکتی ہے؟
جسٹس مرلی دھر کا انٹرویو: 4 منٹ 06 سیکنڈ س

https://youtu.be/CJLuU0Xr_1s?si=AcR0FdL070_0enFP

Question:- Can that place, which you described as birthplace according to your belief, be 10-15 hands away on either side of the middle dome place?

Answer:- No. The place where the order is placed, authentic place and the whole Hindu community believes in that very place. There is no scope of any doubt. There cannot be a distance of even two-four feet find the location of this place.

The basis of this belief is that Hindus have been having Darshan of this place as janambhoomi ... Since

Source : SUPREME COURT OF INDIA Judgement

#4

The Judgement refers to travelogues by Joseph Tiefenthaler, Robert Montgomery Martin, P Carnegy, Edward Thornton and William Finch among others, which were considered as exhibits in arriving at Conclusion in the case

Source : India Today

#2

بابری مسجد کیوں مسمار کی گئی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مسلمانوں کی صبر اور ایمان کی آزمائش کے لیے تھا۔ کہ مسلمان بابری مسجد کے انہدام کو قبول کریں گے یا اس کے خلاف مزاحمت کریں گے اور آواز بلند کریں گے۔ جن لوگوں نے بابری مسجد کو مسمار کیا (BJP, RSS وغیرہ) کے مطابق یہ صرف ایک مظاہرہ (demo) تھا تاکہ آگے جا کر مزید مساجد کو مسمار کرنے کی منصوبہ بندی کی جا سکے۔ اور اس کے بعد آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کئی مساجد مسمار کی گئی ہیں اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

بابری مسجد کیس کا نتیجہ: بابری مسجد کیس کے فیصلے کے بعد ایک نیا سلسلہ شروع ہوا جس میں کسی بھی پرانی مسجد کو مندر کے طور پر دعویٰ کیا جانے لگا۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

1. سمبھل شاہی مسجد
2. متھرا شاہی عیدگاہ
3. گیانواپی مسجد وغیرہ

سمبھل تشدد:

"سمبھل تشدد سے پہلے یہ روزمرہ کی خبر بن چکی تھی کہ ملک کے کسی نہ کسی حصے میں ہر روز کوئی نہ کوئی مسجد شہید کی جا رہی ہے۔ لیکن سمبھل کے واقعے کے بعد اس پر ایک طرح کا وقفہ لگ گیا۔ کیونکہ VHP، RSS، BJP، بجرنگ دل وغیرہ نے دیکھ لیا کہ مسلمان بھی تشدد میں شامل ہو سکتے ہیں، یا یہ کہ وہ بھی لڑ سکتے ہیں۔"

حالانکہ تشدد کسی بھی مسئلے کا حل نہیں ہے اور یہ ناقابلِ قبول ہے۔

"لیکن اب BJP اور RSS نے مساجد کو منہدم کرنے کا ایک نیا طریقہ تلاش کر لیا ہے، جسے وہ بہت جلد نافذ کرنے کا امکان رکھتے ہیں۔ یہ طریقہ وقف بل کے ذریعے ہے۔ اس کے تحت وہ مساجد یا مدارس جو وقف کے دائرے میں آتے ہیں اور پورٹل پر رجسٹریشن حاصل نہیں کر پاتے، انہیں مستقبل میں حکومت کے ذریعے منہدم کیا جا سکتا ہے—اور وہ بھی قانون کے دائرے میں۔ اب تک مساجد غیر قانونی طریقوں سے منہدم کی جاتی تھیں، لیکن سمبھل تشدد کے بعد—جب BJP اور RSS کو یہ احساس ہوا کہ مسلمان خاموش نہیں رہیں گے—انہوں نے مساجد کو منہدم کرنے کا ایک نیا طریقہ اختیار کیا ہے۔ اس بار اسے قانونی طور پر جائز قرار دیا جائے گا، یا یوں کہا جائے کہ اسے قانونی تحفظ فراہم کیا جائے گا۔"

وقف بل:

وقف بل کیوں لے کر آئی ہے—تاکہ مساجد اور مدارس BJP لہٰذا مسلمانوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ کو شہید کرنا قانونی بنا دیا جائے اور یہ سب قانون کی آڑ یا سایہ میں کیا جا سکے۔

ڈاکٹر اسرار احمد (اسلامی عالم) کی ویڈیوز دیکھیں، جنہوں نے کئی سال پہلے ہی ان کے ایجنڈے کو بے نقاب کر دیا تھا۔

https://youtu.be/_B8Bp5fKK1A?si=UbWcvfb5RsWcaiPs

https://youtube.com/shorts/MJk-04r4URs?si=AoaHN7Va8nHarEV0

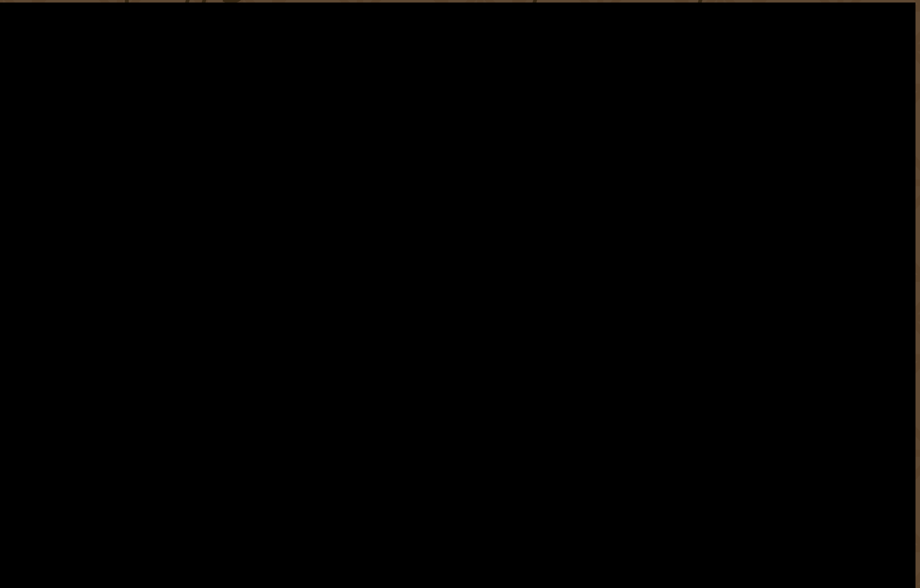

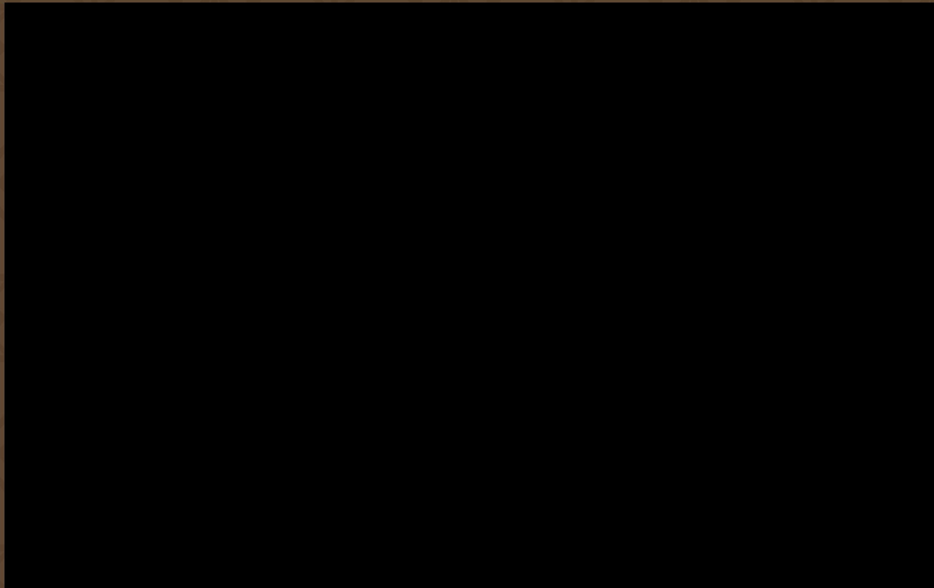

اس ہفتے کی شاعری – اُمہ کے لیے:

حق ہے اسلام — تم اسے لوگوں سے کہتے کیوں نہیں؟
حق ہے اسلام — تم اسے لوگوں سے کہتے کیوں نہیں؟
اس دین کے لیے مشقت اٹھاتے کیوں نہیں؟
اگر چاہتے ہو نورِ توحید کا اتمام،
اگر چاہتے ہو نورِ توحید کا اتمام،
تو نبیِ پاک ﷺ کی طرح تم رہتے کیوں نہیں؟

وکیل عامر خان
(بھارتیہ سپریم کورٹ)

اس ہفتے کا پیغام اُمہ کے لیے:

اسلام حق اور سچ ہے۔ اس لیے ہمیں، مسلمانوں کو، اسے پھیلانا اور فروغ دینا چاہیے۔ ہمیں اس راستے میں آنے والے تمام مسائل کو قبول کرنا ہوگا اور اپنے ایمان پر قائم رہنا ہوگا۔ اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ سب لوگ اسلام کے بارے میں جانیں، تو ہمیں اپنی زندگی ویسے ہی گزارنی ہوگی جیسے ہمارے نبی محمد ﷺ نے کی۔

وکیل عامر خان
(بھارتیہ سپریم کورٹ)